سائنسی تحقیقات کا قرآنی محرک

ڈاکٹر سید مسعود احمد

سائنس کی ترقی میں قرآنی تحریک (INSPIRATION) کا ممکنہ رول کیا ہے؟ اور ایک مسلمان سائنس داں آج سائنسی تحقیقات کے میدان میں قرآن کے کن پہلوؤں سے روشنی حاصل کر سکتا ہے، آج کی گفتگو میں ہم اسی نکتے کی وضاحت کریں گے۔ کائنات اور اس کے مظاہر کا مطالعہ اور ان پر غور کرنے والے کسی بھی شخص کے لیے اس طرح کے سوال کا رکھنا ایک بالکل فطری بات ہے۔ اس پس منظر میں ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ قرآنی آیات کے واضح اشارے ہیں۔ تھوڑے سے غور و فکر سے ان کی تہ تک آسانی کے ساتھ پہنچا جا سکتا ہے۔

طوالت سے بچتے ہوئے ہم نے صرف چند آیتوں پر اکتفا کر کے سائنس کے مختلف میدانوں میں تحقیق و تفتیش کے لیے اشارے دیے ہیں۔ ساتھ ہی قرآن کے اس اعجاز کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے کہ آج سے چودہ سو سال قبل قرآن جن سائنسی حقائق کو پیش کر رہا تھا وہ انکشافات ان آیات کے نازل ہونے کے سیکڑوں سال بعد پایۂ ثبوت کو پہنچے بلکہ بہت سی چیزیں تو چند دہائی قبل ہی منظر عام پر آئی ہیں۔ سائنس کے مختلف شعبے جنھیں مختلف مقامات پر قرآن میں زیر بحث لایا گیا ہے، اور جن پر غور و فکر کر کے ہم سائنٹفک ریسرچ و تحقیق کے سلسلے میں واضح اشارات حاصل کر سکتے ہیں انھیں درج ذیل خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ جنرل سائنس (GENERAL SCIENCE)

قرآن نے صراحت کی ہے کہ کائنات کی ہر چیز جوڑ جوڑ پیدا کی گئی ہے۔ ارشاد ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ۔
(یٰس: ۳۶)

وہ ذات پاک ہے جس نے ان تمام چیزوں میں جوڑا بنایا جو زمین سے نکلتی ہیں (پیڑ، پودے اور معدنیات) اور ان کے نفسوں میں بھی اور ان کے علاوہ (بہت سی چیزوں میں بھی) جن کو وہ جانتے تک نہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا:-

وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (الذاریات ۴۹)

اور ہم نے ہر چیز کو جوڑوں کی شکل میں بنایا تاکہ تم نصیحت حاصل کرسکو۔

ان آیات میں قرآن حکیم اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ زمین سے نکلنے والی چیزوں، انسانوں اور بہت سی نامعلوم اشیاء میں جوڑے کا وجود ہے۔ انسان حیوان اور نباتات میں نر اور مادہ کا وجود اب سائنس میں مسلمہ حقیقت بن گیا ہے۔ بجلی میں منفی اور مثبت عمل سے ہر شخص واقف ہے۔ اسی طرح ایٹم (ATOM) میں ان خصوصیات کے حامل ذرات اسی قانون زوجیت کی کارفرمائی کا پتہ دیتے ہیں۔ وغیرہ۔

یہ امر کس قدر تعجب انگیز ہے کہ آج نباتات اور بجلی میں صفت زوجیت کا جو ثبوت فراہم ہے، قرآن نے آج سے چودہ سو برس پہلے اس کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔ ان آیات کریمہ کا یہ ظاہری مدلول ہے۔ ورنہ ان میں تحقیق و تدبر کے اور بھی بہت سے پہلو ممکن ہیں مثلاً نباتات، حیوانات اور غیر جانداروں میں زوجیت کے دیگر مضمرات اور ان میں باہمی کیا تعلق ہے۔ اور ان مختلف دائروں کے اندر زوجین میں یکسانیت اور عدم یکسانیت کے کون کون سے پہلو ہیں اور ان کی سائنسی تشریح کیا ہے۔ پھر سب سے بڑا مسئلہ ان تمام چیزوں کے اندر اس صفت زوجیت کو قائم و باقی رکھنے کے لیے کون سی قوت ذمہ دار ہے؟ وغیرہ

۲۔ علم الحیوانات (ZOOLOGY)
۳۔ علم النباتات (BOTENY)
] ۴۔ **علم الحیاتیات** (BIOLOGY) کے

بعض اہم حقائق:۔

علم الحیاتیات کے سلسلہ میں آیات ذیل انتہائی اہم حقائق کی طرف اشارہ کررہی ہیں

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (الانبیاء - ۲۱)	ہم نے ہر جاندار کو پانی سے بنایا۔
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ (الانعام: ۳۸)	زمین پر چلنے والے کسی جانور اور ہوا میں اڑنے والے کسی پرندہ کو دیکھ لو یہ سب تمہاری طرح کی انواع ہیں۔

ان آیات میں قرآن زمین پر رہنے والے ہر نوع کے جان داروں اور پرندوں کی بہت سے معاملات میں انسان سے ہم آہنگی اور یکسانیت کی طرف اشارہ کررہا ہے اب یہ کام سائنس دانوں کا ہے کہ وہ اس ہم آہنگی اور یکسانیت کی حدود کی تحقیق کریں۔ اس سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ جانور اور پرندے بھی اپنی تخلیق میں بہت سے پہلوؤں سے انسانوں سے مشابہ ہیں یہ ان کی کیمیاوی ترکیب، خلیات کی ساخت فزیالوجی اور بایوکیمسٹری ان کے عادات واطوار (BEHAVIOR & NATURE) وغیرہ یہاں تک کہ ان کے مادۂ تخلیق میں بھی بڑی حد تک یکسانیت پائی جاتی ہے۔ (وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ) ان کے علاوہ بھی اس مشابہت اور یک رنگی کے بے شمار پہلو ہیں جن تک مزید غور و فکر سے رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

۵۔ فلکیات اور طبعیات (ASTRONOMY & PHYSICS) کے دائرے میں

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (یٰس - ۴۰)	نہ سورج کی مجال ہے کہ چاند کو پکڑلے اور نہ رات دن پر سبقت کرسکتی ہے (یعنی اپنے معینہ وقت سے پہلے آسکتی ہے) تمام (اجرام فلکی) اپنے اپنے مدار میں گردش کررہے ہیں (بلکہ تیر رہے ہیں)

یہ آیت سائنس کے ایک طالب علم کے لیے تحقیقات کے مختلف پہلو فراہم کرتی ہے۔ مثلاً سورج اور چاند کے درمیان وہ کون سی منفی طاقتیں ہیں جو ان دونوں کو باہم ٹکرانے سے باز رکھے ہوئے ہیں۔ زمین کی گردش کا وہ قانون کیا ہے جس کی بدولت رات اور دن کا وجود ہے اور خصوصاً رات اور دن کے اوقات کی ایک خاص پابندی قائم ہے؟ گردش اور مدار کا کیا تعلق ہے؟ نیز یہ کہ اجرام فلکی کی گردش کو پورے طور پر کیونکر سمجھا جا سکتا ہے؟

ان سوالوں میں سے بیشتر کے جوابات سائنس نے فراہم کر دیے ہیں۔ مگر قرآن کا اعجاز دیکھئے کہ آج سے چودہ سو سال قبل اس نے ان حقائق کی طرف انسانوں کی توجہ مبذول کرا دی تھی؟

اس سلسلے کی دوسری آیت کریمہ ہے:

اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ	اللہ کی ذات وہ ہے جس نے آسمانوں
بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا	کو ایسے ستونوں پر قائم کیا ہے
(الرعد: ۲)	جو تم کو نظر نہیں آتے۔

آج سائنس دانوں نے مدتوں کے غور و فکر سے اجرام فلکی کو قائم رکھنے والے جس قانون فطرت کا پتہ لگایا ہے اس آیت کریمہ میں اب سے بہت پہلے اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا تھا۔

ایک دوسری آیت کریمہ ہے:۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ	پھر (اللہ تعالیٰ) آسمان کی طرف
وَھِیَ دُخَانٌ (حٰم السجدہ - ۱۱)	رجوع ہوا جب کہ وہ دھواں تھا

اس میں آسمانوں (UNIVERSE) کے مادہ تخلیق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کائنات کی موجودہ شکل سے پہلے کائناتی اجزا کی ہیئت محض دھویں (SMOKE) کی سی تھی۔ موجودہ سائنسی نظریات میں سب سے زیادہ قابل قبول یہی نظریہ ہے جس میں کہکشانوں (GALAXIES) کی تخلیق و ارتقاء سے پہلے کی ہیئت کو آج بھی -PRE

کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ (GALAXIAL SMOKE)
یہ نظریہ بیسویں صدی کے سائنس دانوں نے اپنے مشاہدات و تجربات کی روشنی میں پیش کیا ہے، مگر یہ حقیقت کتنی حیران کن ہے کہ قرآن نے یہی بات آج سے چودہ سو سال قبل پیش کر دی تھی، جس سے قرآن کے مُنزّل من اللہ ہونے کا ایک اہم ثبوت فراہم ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی کہا جا سکتا ہے کہ تخلیق سماء کا یہی قرآنی نظریہ تھا جو ماضی میں مسلم مفکروں کے ذریعہ یورپ کے محققین تک پہنچا جسے مزید ترقی دے کر آج کے سائنس داں اسے باقاعدہ ایک سائنسی نظریہ کی شکل دے چکے ہیں۔

اگرچہ آیت پر مزید غور و فکر کے بہت سے پہلو ابھی باقی ہیں۔ وہ 'دخان' کیا تھا۔ اس دھویں سے مراد کیا ہائڈروجن گیس ہے یا الیکٹران، پروٹان، نیوٹران وغیرہ یا ہائڈروجن سے بڑے عناصر کے ذرات خلاء میں پھیلے ہوئے تھے؟

سائنس دانوں کو آج بھی طاقتور دوربینوں کے ذریعہ خلاء کے کناروں پر دھواں جیسا محسوس ہوتا ہے جس کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ اب بھی بہت سے کہکشانوں (GALAXIES) کا عملِ تخلیق جاری ہے اس میں شک نہیں کہ اس دھویں کا تجزیہ کر کے بہت سی سائنسی گتھیوں کو سلجھایا جا سکتا ہے۔

قرآن کی آیتِ ذیل بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (الطلاق ۱۲) — (اللہ تعالیٰ نے) سات آسمان بنائے اور اسی کی مثل زمینیں بھی

دورِ حاضر کے ایک نامور مفسرِ قرآن اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ "انہی کے مانند" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جتنے آسمان بنائے اتنی ہی زمینیں بھی بنائیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے متعدد آسمان اس نے بنائے ہیں ویسی ہی متعدد زمینیں بھی بنائی ہیں۔ اور "زمین کی قسم سے" کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہ زمین جس پر انسان رہتے ہیں اپنی موجودات کے لیے فرش اور گہوارہ بنی ہوئی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کائنات میں اور زمینیں بھی تیار کر رکھی ہیں جو اپنی اپنی آبادیوں کے لیے فرش اور گہوارہ

ہیں بلکہ بعض مقامات پر تو قرآن میں یہ اشارہ بھی کر دیا گیا ہے کہ جاندار مخلوقات صرف زمین پر ہی نہیں ہیں، عالم بالا میں بھی پائی جاتی ہیں۔" (تفہیم القرآن ۵/۵۸۱) یہ سورہ شوریٰ کی انتیسویں آیت ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ " اس کی نشانیوں میں سے ہے زمین اور آسمان کی پیدائش اور یہ جاندار مخلوقات جو اس نے دونوں جگہ پھیلا رکھی ہے۔"

اس میں صاف اشارہ ہے کہ زندگی صرف ہماری زمین پر ہی نہیں پائی جاتی بلکہ دوسرے اجرام فلکی پر بھی جاندار مخلوقات موجود ہیں۔" قدیم مفسرین میں سے حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ ان میں نبی ہے تمہارے نبی جیسا اور آدم ہے تمہارے آدمؑ جیسا، اور نوحؑ ہے تمہارے نوحؑ جیسا اور ابراہیمؑ ہے تمہارے ابراہیمؑ جیسا اور عیسیٰؑ ہے تمہارے عیسیٰؑ جیسا (بیہقی۔ حاکم۔ ابن ابی حاکم) علامہ آلوسی اپنی تفسیر میں اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ہر زمین میں ایک مخلوق ہے جو ایک اصل کی طرف اسی طرح راجع ہوتی ہے جس طرح بنی آدم ہماری زمین میں آدم علیہ السلام کی طرف راجع ہوتے ہیں۔ اور ہر زمین میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو اپنے ہاں دوسروں کی بہ نسبت اسی طرح ممتاز ہیں جس طرح ہمارے ہاں نوحؑ اور ابراہیمؑ علیہما السلام ممتاز ہیں۔" آگے چل کر علامہ موصوف کہتے ہیں "ممکن ہے کہ زمینیں سات سے زیادہ ہوں اور اسی طرح آسمان بھی صرف سات نہ ہوں۔ سات کے عدد پر جو عددِ تام ہے، اکتفا کرنا اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس سے زائد کی نفی ہو۔"
(بحوالہ تفہیم القرآن جلد پنجم سورہ الطلاق۔ حاشیہ ۲۳)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قرآن کی رو سے اس کائنات میں ہماری زمین کی مانند سات یا اس سے بھی زیادہ، زمینیں پائی جاتی ہیں اور ان میں جاندار مخلوقات بھی ہیں۔

آج سائنس داں کے لیے یہ میدان دریافت و تحقیق کا وسیع دائرہ فراہم کر رہا ہے۔ اڑن طشتریوں (FLYING SOUCERS) کا معمہ حل کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر کسی فلکی کرہ پر کسی جاندار مخلوق کا وجود ثابت ہو بھی گیا اور وہ مخلوق عقل و شعور میں انسان کے متوازی ہوئی تو ہم ان تک اپنی

بات کیسے پہنچا سکتے ہیں۔ ہمارے اوران کے درمیان رابطہ (COMMUNICATION) کیسے قائم ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی ریاضی اور علم طبعیات کی مدد سے تبادلۂ خیالات کے طریقوں پر کام شروع ہو چکا ہے۔ غور و تدبر کرنے پر ان مختلف مسائل کے حل پیش کیے جا سکتے ہیں اور باقاعدہ تحقیق ودریافت کا ایک شعبہ وجود میں آسکتا ہے۔

۶۔ علم الادویہ (PHARMACOLOGY) کے بعض اہم نکات

اس کا سراغ ہمیں سورہ نحل کی درج ذیل آیت کریمہ میں ملتا ہے:

يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا	(شہد کی مکھی) کے بطن سے مختلف رنگوں کا ایک مشروب نکلتا
....	ہے جس میں انسانوں کے لیے
لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ	(امراض سے) شفا دہے۔ بیشک
(النحل - ۶۹)	اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانی ہے۔

اس آیت میں شہد کی مکھی کے جسم سے خارج ہونے والے مشروب یعنی شہد کے ذکر میں خاص طور پر اس کے رنگوں کے اختلاف اور اس کی شفا بخشی کی قوت کو ابھارا گیا ہے۔ جو ماہرین علم الادویہ کے لیے ممکنہ دواؤں (POTEN-TIAL DRUGS) کے سلسلہ میں مختلف عوامل کے اثرات کی تحقیق وتفتیش کے لیے مہمیز کرتی ہے۔ مثال کے طور پر مختلف رنگوں سے دواؤں کے اثرات کا تعلق تابکاری (RADIATIONS) کا بالخصوص شہد کی خصوصیات اور بالعموم دواؤں کے اثرات سے تعلق وغیرہ۔ جہاں تک شہد کی شفا بخشی کا سوال ہے تو گذشتہ چودہ سو سال کے دوران تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ شہد بے شمار امراض کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسی طرح شہد کے کیمیاوی تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وہ تمام وٹامن اور شکریں پائی جاتی ہیں جو جسمانی صحت کے لیے ضروری ہیں، مزید

تجزیہ اور تحقیق سے اس کی شفا بخشی کی اور بہت سی صورتیں سامنے آسکتی ہیں۔

۷۔ کیمیائے حیاتی (BIOCHEMISTRY) کے حقائق

دودھ کے بارے میں سورہ نحل کی آیت ع۶۶ کا ترجمہ ہے:

"چوپایوں میں بھی تم لوگوں کے لیے سبق ہے کہ ان کے جسموں سے خون اور دوسرے عروق کی پیدائش کے دوران ہم ایک بہترین و خالص سیال (یعنی دودھ) تمہارے پینے کے لیے پیدا کرتے ہیں۔"

اس آیت میں غذا کا دودھ کی شکل میں منتقل ہونا، غذا کا مختلف اجزا میں تبدیل ہوجانا۔ ان میں سے کچھ حصہ کا خون بن جانا، کچھ حصہ کا دودھ بن جانا اور باقی حصہ ناقابل استعمال ہوکر جسم سے خارج ہوجانا نیز دودھ کی اعلیٰ درجہ کی غذائیت وغیرہ حقائق کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ یہ آیت بایوکیمسٹری کے خاص شعبوں یعنی (METABOLISM) اور (NUTRITION) کے میدان میں تحقیق و تفکر کے نئے گوشے سامنے لاتی ہے۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ دودھ کے سلسلہ میں سائنسی تحقیقات اس آیت کے بیانات سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔ جبکہ اس پر مزید غور و فکر کے بے شمار گوشے ہنوز باقی ہیں۔

سورہ الفرقان کی آیات ع۵۳ و ع۵۴ بھی اس شعبۂ سائنس کے بعض انتہائی اہم حقائق سامنے لاتی ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ	اور وہی ہے جس نے دو سمندروں
الْبَحْرَيْنِ	کو ملا رکھا ہے۔ ایک لذیذ و شیریں،
حِجْرًا مَّحْجُورًا ○ وَ	دوسرا تلخ و شور۔ اور دونوں کے
هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ	درمیان ایک پردہ حائل ہے۔ ایک
الْمَاءِ بَشَرًا	رکاوٹ ہے جو انھیں گڈمڈ ہونے
.... وَكَانَ	سے روکے ہوئے ہے، اور وہی

وَرَبُّكَ قَدِيْرًا ○ ہے جس نے پانی سے ایک
بشر پیدا کیا، پھر اس سے
نسب اور سسرال کے دو الگ
سلسلے چلائے۔ تیرا رب بڑا ہی
قدرت والا ہے۔

پہلی آیت کریمہ میں دو قسم کے پانی کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں انسان کا مادہ تخلیق پانی کو قرار دیتا ہے اور اس کے بعد انسان کی ازدواجی زندگی کا ذکر کرتا ہے۔ قرآن کتاب حکمت ہے اس کی ہر ہر آیت کے درمیان بڑا ربط و تعلق ہے۔ اسی طرح جو آیت جس مقام پر آئی ہے اپنے اندر عظیم مصلحتیں رکھتی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ جب ہم دیگر عقلی توجیہات کے سلسلے میں قرآن کے اندر نظم اور ربط کے قائل ہیں تو سائنسی حقائق کے سلسلے میں اسے تسلیم نہ کریں۔ معلوم ہوا کہ جس طرح سمندری میٹھے اور کھاری پانی ایک حجاب کے ذریعہ الگ الگ رہتے ہیں۔ اسی طرح زوجین کے درمیان سلسلہ نسب و صہر اور محبت و تعلق کو قطع کرنے والا بھی کوئی کیمیاوی حجاب ہو سکتا ہے۔ جو زوجین کے عروق (SECRETIONS) میں منفی خصوصیات NE-GATIVE PROPERTIES) ہونے کے سبب سے آپسی ہم آہنگی اور محبت و مودت میں رخنہ اندازی کا سبب بنتا ہے۔ اب یہ آگے کا کام ہے کہ اس علم کے ماہرین انسانی عروق (HORMONES AND/or OTHER BODY FLUID) کا تجزیہ کریں اور ایک ایسی جانچ (TEST) کی دریافت کریں جس سے شادی سے قبل اندازہ ہو سکے کہ اس جوڑے کے درمیان نباہ کی کتنی گنجائش ہے اور ان کے مابین مستقبل میں تعلقات کس حد تک خوشگوار رہنے کے امکانات ہیں ان آیات کے ساتھ سورہ روم کی آیت ۲۱ ملا کر دیکھنے سے ہمارے خیال کو مزید تقویت پہنچتی ہے۔

پانی سے بشر پیدا کیا اور پھر اس سے نسب و سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے یہاں پر اس حقیقت کی طرف اشارہ بھی مقصود ہے کہ مرد و عورت کی متضاد خصوصیات

کے باوجود ان میں کشش پائی جاتی ہے۔ ایک دوسرے سے جسمانی ونفسیاتی طور پر مختلف ومتضاد ہوتے کے باوجود وہ جدا نہیں رہ سکتے۔ مزاج کی COMPLEMEN-TARITY - یہ دونوں سلسلے چلانے پر مجبور کرتی ہے جو دو خاندانوں کے تال میل اور تعلق پر منتج ہوتی ہے۔ سوال ابھرتا ہے کہ مزاج کے متضاد صفات کی سائنسی بنیاد کیا ہے؟ یہ متضاد صفات کیسے دو مختلف المزاج اور مختلف الہیئت انسانی جنسوں کو قریب رکھتی ہیں اور بادی النظر میں ہی ایک سوال ابھرتا ہے کہ دو سمندروں کے گڈمڈ نہ ہونے کی سائنسی وجہ کیا ہے۔ یہ تو معلوم ہو ہی چکا ہے کہ سمندر میں تلخ وشیریں پانی کے چشمے پلٹے جاتے ہیں۔

اس آیت کو علم الوراثت (GENETICS) کے تحت سوچنے پر ان خصوصیات کی توارثی بنیاد (GENETIC BASIS) اور ان خصوصیات سے متعلقہ جینز (GENES) کے باہمی تعامل (INTERACTION OF GENES) نیز موروثی وپیدائشی جنسی امراض (GENETIC SEXUAL DISEASES) وغیرہ شعبوں میں غور وتدبر اور تحقیق وجستجو کی راہیں کھلتی ہیں۔

۸۔ علم التوارث (GENETICS) کا شعبہ

جس کے بعض انتہائی اہم حقائق آیات ذیل سے ہمارے سامنے آتے ہیں:۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (القمر-۴۹)	ہم نے ہر چیز کو ایک خاص اندازہ پر بنایا۔
وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى (الاعلیٰ-۳)	اور اس نے تقدیر مقرر کی پھر راہ دکھائی۔

ان آیات کریمہ کے الفاظ اگرچہ عام ہیں اور کائنات کی ہر شئے پر حاوی ہیں موضوع کی رعایت سے یہاں ہم صرف جاندار مخلوق کی تقدیر یعنی اندازہ مقرر کرنے کے مسئلہ پر سائنس کی روشنی میں غور کریں گے۔

مادی وجود کی حد تک اگرچہ تمام جاندار یکساں ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی جسمانی

وجود کی خصوصیات مثلاً فطرت و مزاج، شکل و صورت، قد و قامت، عقل و ذہن کی گہرائی، جنسوں کا اختلاف وغیرہ ہر شخص میں جدا جدا ہوتی ہیں۔ ان جانداروں کے مادی وجود میں ان خصوصیات کی اصل اور جوہر کی تلاش آج کی سائنس کا ایک بڑا دلچسپ اور اہم موضوع ہے۔ جس کی رو سے ہر جاندار کے اندر پائی جانے والی جملہ خصوصیات اور ہر ایک کی منفرد فطرت و مزاج کا خزانہ اس کے ہر خلیہ میں موجود ایک مادی سالمہ (MOLECULE) میں ودیعت کر دیا گیا ہے جس کو ڈی آکسی رائبو نیو کلے اک ایسڈ (DEOXYRIBONUCIEIC ACID) یا ڈی۔این۔اے (D.N.A) کہتے ہیں[1]۔ یہ مادی جوہر والدین کے نطفوں (SPERMS& EGGS) کے اتصال (FERTILIZATION) سے پہلے ماں اور باپ کی خصوصیات کو الگ الگ اپنے اندر سموئے رہتا ہے۔ نطفوں کا اتصال (FERTILIZATION) سائنس کی رو سے دراصل ان دو الگ الگ جوہروں (PATERNAL & MATERNAL DNAS) کا اتصال ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایک مرکب مادی جوہر (DANGHTE DNA) وجود میں آتا ہے۔ جو اپنے والدین کی خصوصیات سے بڑی حد تک مشابہ ہوتے ہوئے بھی اپنی ایک انفرادیت رکھتا ہے۔ اس اتصال کا پورا کام (PROCESS) اتنی خاموشی، باریکی اور لطیف انداز میں ہوتا ہے کہ آج کی طاقتور خوردبینیں (MICROSCOPES) اور مشینیں بھی اس اتصال کی پوری کارروائی کو کنٹرول کرنا تو الگ، اسے مشاہدہ میں بھی لانے سے قاصر ہیں۔ نطفہ کا حمل قرار پانے کے ساتھ ہی بلکہ اس سے بھی پہلے اس کی یہ تقدیر یعنی اندازہ ٹھہرایا جانا مقرر ہو جاتا ہے یعنی کہ اس نئے وجود میں ماں کی کتنی خصوصیات ہونگی اور باپ کی خصوصیات کا کتنا حصہ

---

[1] علم التوارث (GENETICS) میں فطری خصوصیات کے حامل ذرات (BODIES) کو کروموسومز (CHROMOSOMES) کے نام سے پکارا جاتا ہے اور ان کروموسومز میں ہزاروں بلکہ لاکھوں حصے (FACTOR DETERMENANTS) ہیں جس کی ہر اکائی (UNIT) کسی خاص خصوصیت کے ظہور کی بنیاد ہے ان توارثی اکائیوں کو جین (GENE) کہا جاتا ہے۔

اس کو ملے گا اسی طرح اس کی اپنی انفرادیت کہاں تک ہو گی وغیرہ۔ آگے اس کا منفرد مزاج اور ماحول مل کر اس کی زندگی کا مزید رخ متعین کرتے جاتے ہیں۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس کی فطرت و مزاج کے اندر ماحول سے اثر قبول کرنے کی ایک خاص صلاحیت ہوتی ہے۔ لہٰذا کوئی شخص ماحول کا کتنا اثر قبول کرے گا اس کا اندازہ بھی گویا پہلے سے مقرر ہو چکا ہوتا ہے۔

اس میدان میں کام کے اور سیکڑوں گوشے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات (۷: ۱۷۲-۱۷۴)، (۱۵: ۷ و ۱۹)، (۲۵: ۲)، (۸۰: ۱۹ و ۲۰)، (۳۰: ۲۱)، (۳۵: ۲۸) وغیرہ سے اس سلسلہ میں تحقیق و تفتیش کے مزید دائرے سامنے لائے جا سکتے ہیں۔

۹۔ علم جغرافیہ (GEOGRAPHY) کے بعض اہم دلچسپ حقائق

قرآن مجید کی درج ذیل آیت کریمہ اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ (الانبیاء-۳۱)

اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیے تاکہ وہ انھیں لے کر ڈھلک نہ جائے۔

اس آیت میں پہاڑوں کے جمانے کی حکمت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ زمین میں توازن قائم رہے۔ آج کے سائنسی نظریات کی رو سے پہاڑوں کی تخلیق کی یہی حکمت زیادہ قابلِ قبول ہے۔ اس علم کے ماہرین کے لیے یہ آیت اور بھی مختلف پہلوؤں سے تحقیق و تفتیش کے دروازے کھولتی ہے۔ مثلاً یہ پہلو کہ پہاڑوں کا زمین کی لیل و نہار کی گردش اور سورج کے گرد گردش پر کیا اثر پڑتا ہے۔ پہاڑوں کی وجہ سے زمین کے مختلف خطوں میں توازن پیدا کرنے کے کیا مظاہر ہیں۔ لفظ "تمید" (ڈھلکنے) کے دیگر مضمرات کو سامنے لاتے ہوئے اس سلسلے میں اور بھی بہت سی نئی نئی باتیں دریافت کی جا سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ قرآن حکیم میں اس علم سے متعلق اور بھی بہت سی آیات ہیں، جن کا تعلق ہواؤں کے نظام، پانی کے نظام، دن اور رات کی گردش، زمین کے مختلف خطوں کا ذکر وغیرہ سے ہے۔ اس سے دلچسپی رکھنے والا ان پر مزید غور و فکر کر کے اس سلسلے کے دوسرے

بہت سے حقائق سامنے لا سکتا ہے۔

سائنس کے مختلف شعبوں سے متعلق یہ چند آیات ہم نے بطور نمونہ کے پیش کی ہیں۔ ورنہ اوپر جن علوم کا ذکر کیا ہے ان کے متعلق اور بھی بہت سی آیات قرآن کے صفحات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ارباب ذوق جواہر پاروں سے اپنے علم و صلاحیت کے مطابق ایک پورا ایوان سجا سکتے ہیں۔ اور سائنس کے کچھ انہی شعبوں پر موقوف نہیں ہمارا تو خیال ہے کہ ان کے علاوہ بھی سائنس کا کوئی شعبہ نہیں جس کے سلسلے میں قرآن سے کچھ نہ کچھ روشنی حاصل نہ کی جا سکتی ہو۔

ان آیات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کرنا بھی مبالغہ آمیز نہ ہوگا کہ سائنسی تحقیقات وانکشافات جو سائنس کا سرمایۂ افتخار سمجھی جاتے ہیں وہ اسی قرآنی تحریک غور و تدبر ہی کی مرہون منت ہیں جن کی بنیاد قرآن نے آج سے چودہ سو سال قبل ڈال دی تھی۔ قرآن اس دوران نہ صرف محض دعوتِ تفکر ہی دیتا رہا بلکہ مختلف شعبات سائنس میں براہِ راست کچھ نشانِ راہ بھی فراہم کرتا رہا اور کچھ مخصوص سوالات و جوابات کی نشاندہی بھی کرتا رہا۔ سائنس دانوں نے تاریخ کے مختلف ادوار و اوقات میں ان قرآنی نظریوں کو یا تو براہِ راست قرآن سے اخذ کیا یا حاملین قرآن سے حاصل کیا۔ مزید وضاحت کے پیش نظر عرض ہے کہ جو سائنسی نظریات ابھی پوری طرح پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچے ہیں ان کے بارے میں بھی متعدد سائنس دانوں کی رائے قرآن کے حق میں ہے۔ حق تو یہی تھا کہ تمام سائنس داں اس معاملہ میں حقیقت پسندی کا اظہار کرتے مگر کم از کم زمانہ قریب کے نوبل انعام یافتہ سائنس داں پروفیسر عبدالسلام صاحب اس حقیقت کے اظہار میں بخل سے کام نہیں لیتے کہ ان کا نظریۂ وحدتِ توانائی (UNIFICATION THEORY) قرآن ہی سے اخذ کیا ہوا ہے۔